223

تحقیق و تدوین

اقبال کے ایک ناقص خط کی تکمیل

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

شائستہ خان

حصہ۲

تحقیق وتدوین

اقبال کے ایک ناقص خط کی تکمیل

شائستہ خان

ظفر احمد صدیقی جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبہ فلسفہ کے صدر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے، وہ اقبال کے زبردست معتقد اور مداح رہے ہیں اور ساری عمر اقبال کے خیالات و افکار کی حمایت اور ترجمانی میں اپنی صلاحیتوں کا بڑا حصہ وقف کیے رہے اور موقع موقع سے اقبال کے معترضین کے جوابات بھی دیتے رہے۔

اقبال کے بعد تو یہ لے اور بھی بڑھ گئی لیکن خود ان کے عہد میں ہی ان کے تصورِ خودی کی ایک تجسیم "شاہین" پر اعتراضات شروع ہو گئے تھے جس کے کچھ جواب خود اقبال نے اپنے خطوط بنام السیدین میں دیے ہیں۔ ظفر احمد صدیقی کے نام بھی ایک خط اسی زمانے کا ہے یعنی وفات سے تقریباً دو سال قبل کا۔

ظفر احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ انہوں نے یہ نظم اقبال کو بھیجی جسے پڑھنے کے بعد انہوں نے وہ خط لکھا جو عطاء اللہ کے مرتبہ "اقبال نامہ" ص ۲۰۱ پر موجود ہے۔ یہ خط قبلاً علی گڑھ میگزین کے اس اقبال نمبر میں بھی چھپ چکا ہے جو ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا تھا۔

ظفر احمد صدیقی نے اقبال کی یاد میں جو ماہنامہ "اقبال" کے نام سے علی گڑھ سے ۱۹۴۰ء میں نکالنا شروع کیا اس کے پہلے شمارے بابت اپریل ۱۹۴۰ء میں اپنے نام اقبال کے اس خط کا عکس بھی دیا اور وہ نظم بھی دی جسے پڑھ کر اقبال نے خط لکھا تھا، ساتھ ہی اس نظم کی شانِ ورود بھی دی۔

(۲)

اب اس خط کی دوبارہ پیش کش کی بظاہر کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی سوائے اس کے کہ اقبال کے اصل خط کے متلاشیوں کو عکسی شکل میں اس خط کو دیکھ کر خوشی ہوتی۔

لیکن اس سے بھی بڑھ کر محض اتفاق سے اقبال کے طالب علموں کے لیے خوشی کی ایک اور سبیل مہیا ہو گئی ہے اور وہ اس طرح کہ یہ خط اب تک جہاں جہاں چھپا، عطاء اللہ کے "اقبالنامہ" میں، "علی گڑھ میگزین" میں، خود ظفر احمد صدیقی کے پرچے میں، ہر جگہ ناقص صورت میں چھپتا رہا۔ آج پہلی بار یہ ناقص خط اپنی مکمل شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ہوا یوں کہ ظفر احمد صدیقی نے اپنے نام یہ خط ابو اللیث صدیقی کو، جو علی گڑھ میگزین کے اس سال کے ایڈیٹر تھے (خود ظفر احمد صدیقی ۱۹۲۵ء میں علی گڑھ میگزین کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں) "علی گڑھ میگزین" کے اقبال نمبر میں شائع کرنے کے لیے دے دیا۔ خط کا بلاک بننے کے بعد ایک مسئلہ سامنے آیا۔ مسئلہ یہ تھا کہ اس زمانے میں قادیانی (احمدی) و غیر قادیانی آویزش عروج پر پہنچ رہی تھی۔ یہاں تک کہ جواہر لال نہرو اور اقبال کے تفصیلی بیانات بھی شائع ہو چکے تھے۔ پنجاب، جو قادیانی مسئلے کا مرکز تھا، اقبال کا وطن تھا اور علی گڑھ جو مسلم سیاست کا مرکز تھا اس خط کی اشاعت وہاں سے ہو رہی تھی۔

نتیجہ میں بلاک بننے کے بعد خط کے مشتملات سنسر کی نظر سے گزرے تو قابلِ اعتراض الفاظ اڑا دیے گئے۔ وہ الفاظ جو سنسر کی نذر ہوئے تھے، پہلی بار منظرِ عام پر لائے جا رہے ہیں اور اس کا کریڈٹ ہمیں نہیں ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کو پہنچتا ہے جنھوں نے سنسر شدہ فقرے اپنی اس خود نوشت میں نقل کیے ہیں جو پاکستان کے علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے آرگن "تہذیب" کراچی میں شائع ہوئی ہے۔ فروری ۱۹۸۹ء کے شمارے میں۔

ہماری حقیر پیش کش صرف اس قدر رہی ہے کہ ہم نے:

الف۔ اقبال کے خط کا عکس مہیا کر دیا ہے جس سے یہ بات صاف ظاہر ہو جائے گی سنسر کی قینچی کس طرح چلی تھی؛

ب۔ مکتوب الیہ نے خط کی شانِ نزول کی جو تفصیل دی تھی وہ ہمیں مل گئی ہے یعنی ظفر احمد صدیقی کی وہ نظم جس کے جواب میں یہ خط آیا اور وہ نثری تمہید جس میں شانِ نزول کی مزید وضاحت ہے۔ اور

ج۔ ابو اللیث صاحب کا وہ تازہ بیان جو ان بکھری لڑیوں میں پرونے کے لیے مل گیا ہے۔

معترض نے اقبال کو جو کچھ لکھا تھا، وہ اعتراضات ظفر احمد صدیقی نے اپنی اس نظم میں پیش کر دیے ہیں۔ اعتراضات یہ تھے کہ:

اقبال ایک ایسے فلسفی خانہ نشیں ہیں جن کو رفتارِ زمانہ کی کوئی خبر نہیں۔

اس ترقی کے دور میں بھی وہ جنگ کے حامی ہیں۔

وہ بڑا زور دیتے ہیں تعلیم خودی پر، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہٹلر اور مسولینی ہی بن جایا جائے، حجاج بن یوسف بن جایا جائے۔ یہ تو سراسر اسلام پر تہمت ہے کیونکہ وہ خودی کے اس پردے میں خونریزی اور غارتگری سکھاتے ہیں۔

اگر اقبال کی تعلیم کو مانا جائے تو چنگیز و ہلاکو کو قطعی سیاہ کار نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ عتبہ و ابوجہل کو شہدا کا رتبہ دینا پڑے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان لوگوں کی خودی بڑی اعلیٰ و ارفع تھی۔ ساری دنیا کو تہ و بالا کر دیا ان کے افکارِ خودی نے، لیکن کیا واقعی اسلام بھی ایسی خودی کا طرفدار ہے؟

اقبال کا خط انہی اعتراضات کا جواب ہے۔

تو ملاحظہ ہو، پہلے ظفر احمد صدیقی کی وہ نظم مع ان کی نثری تمہید کے، اس کے بعد اقبال کے خط کا عکس اور بعد ازاں وہ سنسر شدہ الفاظ جو اسی عکس میں پہلی سطر میں صاف اڑے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

نذرِ اقبال

ظفر احمد صدیقی

اس نظم کو ایک تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ جب فضا شاعرِ مشرق کے جبریلی نغموں سے گونج رہی تھی، اس وقت بعض تیرہ بخت ایسے بھی تھے جنہوں نے مشرق کے اس آفتاب پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ یہ نظم ان جذبات کی آئینہ دار ہے جو ان اعتراضوں پر میرے دل میں موجزن ہوئے۔ اسی نذرِ عقیدت کو میں نے علامہ اقبال کی خدمت میں بھیجنے کی جرأت کی اور اس کے جواب میں وہ مکتوبِ گرامی آیا جو معترضین کا مسکت جواب اور اقبال کے سارے فلسفہ کی جامع تفسیر ہے۔ اس خط کا عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیے۔

(ظفر)

۱

اک دوست کہ میخانۂ مغرب کے ہیں میخوار
کہنے لگے "اقبال کے ہو تم بھی پرستار!
اقبال کہ اک فلسفی خانہ نشیں ہیں
رفتارِ زمانہ سے خبردار نہیں ہیں
اشعار میں ہر چند کہ ہے جدتِ افکار
ہر لفظ ہے اک آئنۂ شوخیٔ گفتار
ہر چند کہ ہے درد کی لذت سے بھرا دل
لیکن میں نہیں ان کے خیالات کا قائل

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved.

اس دورِ ترقی میں بھی ہیں جنگ کے حامی
سچ پوچھو تو یہ ان کے تخیل کی ہے خامی

دیتے ہیں بہت زور وہ تعلیم خودی پر
مطلب یہ ہے بن جاؤ مسولینی و ہٹلر

لیکن ہے غضب رکھتے ہیں اسلام پہ تہمت
اس پردہ میں سکھلاتے ہیں خونریزی و غارت

لیکن اگر اقبال کی تعلیم کو مانو
چنگیز و ہلاکو کو سیہ کار نہ جانو

حجاج کو الزام نہ دو ظلم و جفا کا
دو عتبہ و بوجہل کو رتبہ شہدا کا

بے شک تھی خودی ان کی بہت ارفع و اعلیٰ
عالم کو کیا ان کی خودی نے تہ و بالا

اقبال تو خیر اپنے تعصب سے ہیں ناچار
اسلام بھی کیا ایسی خودی کا ہے طرفدار؟"

"تادیر رہی یونہی زباں ان کی گہر ریز
لیکن ہوئی جب ختم یہ تقریر دلآویز

میں نے کہا" گر خاطرِ نازک پہ ہو یہ بار
اک تلخ حقیقت کا مجھے کرنا ہے اظہار

سمجھا ہی نہیں آپ نے اقبال کی لے کو
ہیں جام پہ نظریں، ابھی سمجھا نہیں مے کو

اقبال جو کہتے ہیں، خودی ہو تری عالی
مطلب یہ ہے تلوار نہ جوہر سے ہو خالی

اشعار میں آتی ہے جو شاہیں کی حکایت
ہے از رہِ تمثیل نہ از راہِ حقیقت

مطلب یہ ہے سرگرمِ عمل تیری خودی ہو
لیکن یہ ضروری نہیں، منزل بھی وہی ہو

چنگیز و ہلاکو میں بھی اک جوشِ خودی تھا
گم کردہ منزل تھا مگر قافلہ ان کا

گرامی نامہ
علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال

لاہور، ۱۲ مارچ ۳۶ء

جناب من۔ السلام علیکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۔ [illegible] ہے، و ذلک [illegible] جو مسلمانوں کے عقیدہ [illegible] پر [illegible] ہے
[illegible] ان کو [illegible] بلکہ ان کے [illegible] عمل کے [illegible] حدود [illegible]
ان حدود [illegible] امام [illegible] اسلام کی شریعت یا قانون الٰہی ہے۔ [illegible]
قانون الٰہی [illegible] پابند ہو جاتے تو مسلمان ہو جاتا ہے۔ [illegible] نے
[illegible]
[illegible] قانون الٰہی [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۔ [illegible] غلط ہے [illegible]
[illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] ہے (از [illegible]) [illegible] ہے ۲۹:۶ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔

۴۔ [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] (i) [illegible] (ii) [illegible]
[illegible] (iii) [illegible] ہے (iv) [illegible] ہے۔

[illegible]
[illegible]

محمد اقبال

معترض قادیانی معلوم ہوتا ہے

تو مکمل خط کا متن اب اس طرح ہوا:

جنابِ من! معترض قادیانی معلوم ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم کی تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ اسلامی تصوف میں مسئلۂ خودی کی تاریخ اور نیز میری تحریروں سے ناواقفِ محض ہے۔ مؤخر الذکر صورت میں میں اسے معذور جانتا ہوں۔ آخر اس غلامی کے زمانہ میں مسلمانوں کے پاس کونسا ذریعہ ہے جس سے وہ اپنی آیندہ نسلوں کو اسلامی تصورات کے بننے اور بگڑنے کی تاریخ سے آگاہ کر سکیں۔ غلام قوم مادیات کو روحانیات پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور جب انسان میں خوئے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو۔

(۲) اعتراض کا جواب آسان ہے۔ دینِ اسلام جو ہر مسلمان کے عقیدہ کی رُو سے ہر شے پر مقدم ہے، نفسِ انسانی اور اس کی مرکزی قوتوں کو فنا نہیں کرتا بلکہ ان کے عمل کے لیے حدود متعین کرتا ہے۔ ان حدود کے متعین کرنے کا نام اصطلاحِ اسلام میں شریعت یا قانونِ الٰہی ہے۔ خودی خواہ مسولینی کی ہو خواہ ہٹلر کی، قانونِ الٰہی کی پابند ہو جائے تو مسلمان ہو جاتی ہے۔ مسولینی نے حبشہ کو محض جوع الارض کی تسکین کے لیے پامال کیا۔ مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں حبشہ کی آزادی کو محفوظ رکھا۔ فرق اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں خودی کسی قانون کی پابند نہیں۔ دوسری صورت میں قانونِ الٰہی اور اخلاق کی پابند ہے۔ بہرحال حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے۔ بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے لیکن ہندی اور ایرانی صوفیہ میں سے اکثر نے مسئلۂ فنا کی تفسیر فلسفۂ ویدانت اور بدھ مت کے زیرِ اثر کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اس وقت عملی اعتبار سے ناکارۂ محض ہے۔ میرے عقیدے کی رُو سے یہ تفسیر بغداد کی تباہی سے بھی زیادہ خطرناک تھی اور ایک معنی میں میری تمام تحریریں اسی تفسیر کے خلاف ایک قسم کی بغاوت ہیں۔

(۳) معترض کا یہ کہنا کہ اقبال اس دورِ ترقی میں جنگ کا حامی ہے، غلط ہے۔ میں جنگ کا حامی نہیں ہوں نہ کوئی مسلمان شریعت کے حدودِ معینہ کے ہوتے ہوئے اس کا حامی ہو سکتا ہے۔ قرآن کی تعلیم کی رو سے جہاد یا جنگ کی صرف دو صورتیں ہیں: محافظانہ اور مصلحانہ۔ پہلی صورت میں یعنی اس صورت میں جبکہ مسلمانوں پر ظلم کیا جائے اور ان کو گھروں سے نکالا جائے، مسلمان کو تلوار اٹھانے کی اجازت ہے (نہ حکم)۔ دوسری صورت جس میں جہاد کا حکم ہے ۹: ۴۹ میں بیان ہوئی ہے۔ ان آیات کو غور سے پڑھیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ چیز جس کو بیموٹیل ہور جمعیت اقوام کے اجلاس میں

Co [illegible]

کہتا ہے قرآن نے اس کا اصول کس سادگی اور فصاحت سے بیان کیا ہے۔ اگر گذشتہ زمانے کے مسلمان مدبرین اور سیاسیین قرآن پر تدبر کرتے تو اسلامی دنیا میں جمعیتِ اقوام کے بنے ہوئے آج صدیاں گذر گئی ہوتیں۔ جمعیت اقوام جو زمانۂ حال میں بنائی گئی ہے اس کی تاریخ بھی یہی ظاہر کرتی ہے کہ جب تک اقوام کی خودی قانونِ الٰہی کی پابند نہ ہو، امنِ عالم کی کوئی سبیل نہیں نکل سکتی۔ جنگ کی مذکورہ بالا دو صورتوں کے سوائے میں اور کسی جنگ کو نہیں جانتا۔ جوع الارض کی تسکین کے لیے جنگ کرنا دینِ اسلام میں حرام ہے۔

علیٰ ہٰذا القیاس۔ دین کی اشاعت کے لیے تلوار اٹھانا بھی حرام ہے۔

(۴) شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں۔ اس جانور میں اسلامی فقر کے تمام خصوصیات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ خوددار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔

۲۔ بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا۔

۳۔ بلند پرواز ہے۔

۴۔ خلوت پسند ہے۔

۵۔ تیز نگاہ ہے۔

آپ کے خط کا جواب حقیقت میں طویل ہے لیکن افسوس کہ میں طویل خط لکھنا تو در کنار معمولی خط و کتابت سے بھی قاصر ہوں۔

محمد اقبال

232

DANESH

Bilingual (Persian, Urdu) Quarterly Journal
of the Office of the
Cultural Counsellor, the Islamic Republic of Iran

- the latest trends in Persian language and literature.
- the progress of Research on Persian literature and Iranology in Indo-Pak sub-continent.
- Critical Appreciation of books on Persian literature published in Iran and the Indo-Pak sub-continent.
- Common Cultural Values between Iran and the Indo-Pak sub-continent.

Office of the Cultural Counsellor of the
Islamic Republic of Iran,
House No. 25, St. No. 27, F-6/2
Islamabad, Pakistan

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006